تذکرۂ علما

یعنی

ہندوستان کے چالیس مشاہیر علما کا تذکرہ

از

جناب شمس العلما مولینا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم

حسب فرمایش

آغا محمد طاہر نبیرۂ حضرت آزاد

الٰہی بخش نے کریمی پریس میں چھاپا

۷۸۶

دیباچہ

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی کا لکھا ہوا ایک رسالہ
اِن کے پوتے آغا محمد طاہر نے مجھ کو دکھایا۔ جس میں بڑے بڑے
نامور چالیس علمائے ہندوستان کا تذکرہ ہے۔

ان میں بعض شریعتی عُلما ہیں بعض طریقت و شریعت کے جامع ہیں۔
اور بعض طبقہ امرا میں شمار کرنے کے قابل ہیں مثلاً فیضی وغیرہ۔

اکثر علما کی تصنیفات کی فہرست بھی دی ہے جو بہت بڑا کام خیال
کرنا چاہیئے۔ لیکن بعض عُلما کے ذکر میں یہ ضروری حصہ رہ گیا ہے مثلاً حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی لاجواب تصانیف کا ذکر نہیں آیا۔

تمام بیانات مختصر ہیں۔ اور ان میں وہ خوبی نہیں پائی جاتی جو آزاد کی تحریر کا طرہ امتیاز ہے۔ یا تو یہ رسالہ جلدی میں لکھا گیا ہے اور یا اس کی تحریر میں مولانا کا جی نہیں لگا۔ یا ابتدائی مشق ہے۔ تاہم جس شخص نے اُردو فارسی شعرا کے ایسے لاجواب تذکرے لکھے جو قیامت تک یادگار رہینگے اس کی قلم سے علما و مشائخ کا ذکر خیر بھی اچھا معلوم ہوگا۔ اور اُردو خواں لوگوں کی واقفیت میں اضافہ کریگا۔

اِس تذکرہ میں ہر عقیدہ اور مشرب کے علما کو جمع کیا گیا ہے اور اختلافی امور کو نمایاں کرنے سے احتیاط کی گئی ہے۔ اِس لئے اِس کتاب کو ہر عقیدہ کا شخص پڑھ سکتا ہے ؁

حسن نظامی

۳۰ مارچ ۱۹۲۲ء

مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری

ہمدان کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد سعد بن سلمان ہمدان سے ہندوستان میں آئے۔ اور لاہور کو وطن اختیار کیا۔ سلطان ابراہیم ان کے ساتھ اِس طرح پیش آیا کہ وطن کو بھول لاہور ہی میں شادی کرلی۔ پھر تو صاحب عمل ہوگئے یہیں مسعود پیدا ہوئے۔ تحصیلِ علم میں اور فضلا کے شاگرد ہوکر فضیلتِ علمی حاصل کی۔ اور ایسا اعتبار پیدا کیا کہ سلطان نے بعض شہروں کی حکومت

عطائی۔ یہ خود شاعر تھے اور شاعروں اور عالموں کے بہت قدر دان تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد سیف الدین محمود ابن سُلطان ابراہیم کے مصاحب ہو گئے۔ ۴۷۲ھ میں کسی نے سُلطان کے پاس چغلی کھائی کہ سیف الدین بھاگ کر مُلک شاہ سلجوقی کے پاس بارادہ فساد جایا چاہتا ہے۔ پادشاہ نے اُسی وقت قید کیا۔ ان کے اکثر مصاحبوں میں سے کسی کو قید اور کسی کو قتل کیا۔ مولینا مسعود کو بھی قلعہ نامی میں قید کیا۔ بیس برس تک قید رہے اس عرصہ میں قرآن حفظ کیا اور نظم میں بہت کچھ تصنیف کیا۔ اکثر نظمیں اُن میں بہت پُرتاثیر تھیں۔ بادشاہ کے پاس بامید عفو قصور بھیجا مگر قبول نہ ہُوا۔ اُن کے دیوان تین زبانوں میں موجود تھے۔ اب فقط دیوان فارسی ملتا ہے عربی ہندی مفقود ہو گئے۔ وطواط نے حدائق السحر میں

لکھا ہے کہ مسعود کے اکثر اشعار کلام جامع ہیں۔ خصوصاً وہ اشعار جو حالتِ قید میں کہے ہیں۔ اور اس راستہ میں عجم کے شاعروں میں سے کوئی اس کے لشکر کی گرد تک نہ پہنچا۔ نہ خوبی معانی میں نہ لطافتِ الفاظ میں ؛

مولانا حسن صغانی لاہوری

اِس عالم با معرفت کی جائے ولادت لاہور ہے۔ اِن کے بزرگوں میں سے ایک شخص صغان سے لاہور میں آرہے تھے اس واسطے ان کو صغانی کہتے ہیں۔ محمود ابن سلیمان کفوی کتاب اعلام الاخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ حسن ابن محمد ابن حسن ابن حیدر صغانی عمر ابن خطاب خلیفہ ثانی کی نسل میں سے تھے۔ فقہ اور حدیث کے سوا اور علوم میں بھی دخل رکھتے تھے۔ یہ لاہور میں پندرھویں

صفر ۵۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے والد سے تحصیل علوم کر کے ۶۱۵ھ میں بغداد کو چلے گئے۔ جہاں ایک مدت تک رہ کر مختلف علوم میں کتابیں تصنیف کیں اُنکی ایک کتاب شوارد لغات میں ہے اور شرح القدوۃ السمطیہ فی توشیح الدریدیہ۔ اور کتاب الافتعال اور کتاب العروض اور کتاب مشارق الانوار بھی انہیں کی تصنیف سے ہیں حدیث میں مصباح الدجیٰ اور الشمس المنیرہ شرح البخاری درۃ السحابہ اور اُس کی شرح اور کتاب الفرائض اور لغت میں کتاب عباب لکھنی شروع کی تھی مگر تمام نہ کرنے پائے تھے کہ ۶۵۰ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جو مجھ کو مکہ میں دفن کرے اُس کو پچاس دینار دئیے جائیں۔ حسب وصیت یہ اُسی سال مکہ میں دفن کئے گئے یہ ایک مُدت تک مکہ معظمہ رہے تھے وہاں سے عراق

کی طرف چلے گئے تھے ۶۱۷ھ میں بطریق سیر ہندوستان میں آئے۔ ۶۲۴ھ میں واپس گئے پھر اُسی طرح ہندوستان آئے اور ۶۳۷ھ میں بغداد واپس گئے۔ اُنھوں نے مکّہ اور عدن اور ہندوستان میں بہت سے عُلما سے حدیث کی سماعت کی۔

مولانا شمس الدین یحییٰ اَوَدی

ظہیر الدین بکری اور فرید الدین شافعی کے شاگرد تھے اور سُلطان المشائخ نظام الدین بداونی دہلوی سے طریقہ چشتیہ اختیار کیا۔ یہ اپنے شیخ کے پاس دہلی میں رہنے لگے۔ اور درس و تدریس میں مشغول ہُوئے۔ یہاں تک کہ دار الخلافہ دہلی میں ریاست تدریس ان کو حاصل ہو گئی۔ اور شیخ نظام الدین کی وفات کے چند سال بعد انتقال کر گئے۔

مولانا شیخ حمید الدین دہلوی

یہ اکثر تدریس میں مشغول رہے۔ آخر ۶۶۴ھ میں دار البقا کی طرف رحلت گزیں ہوئے۔ انکی ہدایہ پر ایک شرح انیق ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ شرح ممزوج اور لطیف ہے الحمد للہ کہ ہمکو اس کتاب کی آخر تک خدمت میسر ہوئی۔ علامہ ابن کمل کہتے ہیں کہ یہ شرح جلیل تمام شروح کا خلاصہ مگر ایجاز کی جگہ اطناب کیا ہے اور اطناب کی جگہ ایجاز۔ اسی واسطے اس پر اعتراضات وارد ہوئے ہیں۔ کیونکہ کلام کا سلسلہ بے جوڑ ہو گیا۔ اسی وجہ سے علماء اور فضلا کی نظر سے گر گئی۔ پھر کشف الظنون علامہ ابن کمل کہتے ہیں کہ یہ اگرچہ فرید عصر اور وحید تھے لیکن تحقیق سے دور تھے اور اکثر مصنفات میں طریق جدل اختیار کیا خصوصاً

شرح ہدایہ میں یہاں تک پہنچ گئے کہ بڑے بڑے متکلمین کو عوام جاہلین اور بڑے بڑے مشائخ اور مجتہدین کو عام مقلدین میں سے بنا دیا۔

قاضی عبدالمقتدر ابن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی

یہ عالم بامعرفت ایام طالب علمی میں ہی شیخ نصیر الدین محمود اودی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر مباحث علمیہ کرتے تھے۔ شیخ بھی انکے مباحث کو پسند فرما کر تحصیل علوم میں ترغیب دیتے تھے۔ پھر انھوں نے شیخ سے بیعت کر کے طریقہ چشتیہ اختیار کیا۔ شیخ نصیر الدین محمود اور ان کے اکثر خلفا پابند شریعت تھے اور تدریس علوم میں مشغول رہتے

تھے شیخ مذکور کا مقولہ تھا کہ ایک مسئلہ شرعیہ میں فکر غرور اور ریا کی ملی ہوئی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود (چراغ دہلی) نے اٹھارھویں ماہ رمضان کو ۷۵۷ھ میں انتقال کیا۔ دہلی میں مدفون ہوئے یہ شیخ نظام الدین بداونی دہلوی کے صاحب سجادہ تھے۔ قاضی عبد المقتدر نے چھبیسویں محرم ۷۹۱ھ کو اٹھاسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ دہلی میں حوض شمسی کے قریب مدفون ہیں۔

مولانا معین الدین عمرانی دہلوی

یہ بڑے فاضل جلیل اور مدرس نبیل تھے۔ ان کو سلطان محمد ابن تغلق شاہ والئے ہند نے بہت سے تحفہ تحائف دے کر قاضی عضد الایجی کے پاس شیراز بھیجا تھا کہ ان کو ہندوستان لے آئیں۔ سلطان ابو اسحاق

نے اُن کو نہ آنے دیا۔ جب یہ اُس مُلک میں پُہنچے اور انکے فضائل اور کمال کا حال وہاں کے لوگوں پر منکشف ہُوا تو سُلطان ابواسحاق اور وہاں کے علما نے ان کی بُہت عزت اور توقیر کی۔ کنز حسامی اور مفتاح العلوم کے حاشیہ ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

مولانا احمد تھانیسری

یہ باوجود کمال علم کے شاعر بھی تھے۔ اس پر شیخ نصیر الدین اودی دہلوی (چراغ دہلی) کے مرید ہُوئے۔ امیر تیمور نے جب دہلی کو فتح کیا تو ان کے فضائل و کمالات کا حال سُن کر اُن سے مُلاقات کی اور اپنی صحبت میں رکھ لیا لیکن جب امیر تیمور ہندوستان سے روم کو گیا تو یہ ہندوستان میں ہی رہ گئے۔ پھر دہلی کی بے رونقی دیکھ کر کالپی چلے

گئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ انتقال کیا اور قلعہ میں مدفون ہوئے۔

قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزوالی الدولت آبادی

یہ دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ قاضی عبدالمقتدر دہلوی اور خواجگی دہلوی سے علم حاصل کیا کہ اپنے تمام اقران و امثال سے فوقیت لے گئے۔ اُن کے حق میں قاضی عبدالمقتدر کہتے ہیں۔ کہ یہ طالب علموں سے میرے پاس ایسا طالبعلم آیا کہ جس کی جلد بھی علم ہے اور گوشت بھی علم ہے۔ اور ہڈی بھی علم ہے۔ جبکہ تیمور دہلی کی طرف چلا تو خواجگی اُسکے پہنچنے سے پہلے دہلی سے کالپی کو چلے گئے قاضی بھی انکے

ہمراہ چلے آئے تھے خواجگی تو کالپی میں ٹھہر گئے اور قاضی جونپور کو چلے گئے۔ سُلطان ابراہیم شرقی والئے جونپور نے انکے آنے کو غنیمت سمجھ کر ان کی بڑی عزت کی ملک العلماٗ کا خطاب عطا فرمایا۔ انہوں نے تصنیف و تالیف کا سِلسلہ ہلایا۔ نایاب کتابیں لکھیں اُن میں فارسی میں تفسیرِ کلام مجید ہے اور کافیہ کے حاشیہ ارشاد نحو میں ایک متن ہے اس میں یہ التزام کیا ہے کہ تعریف ہی کے ضمن میں مثالیں بھی دی ہیں۔ بدایع المیزان فن بلاغت میں ایک متن ہے۔ اور شرح بزدوی اصول فقہ میں بحث امر تک۔ اور قصیدہ بانت سعاد کی ایک شرح بسیط ہے۔ فارسی میں ایک رسالہ تقسیم علوم اور اسی عبارت میں مناقب السادات وغیرہ۔ یہ پچیسویں ماہ رجب ۸۴۹ھ کو اس دار فانی سے رحلت گزیں ہوئے۔ اور جونپور میں سلطان ابراہیم شرقی کی

مسجد کے جنوبی جانب میں مدفون ہوئے۔

مولانا شیخ علی ابن شیخ احمد مہایمی

قریش میں ایک فرقہ نائتہ کے نام سے مشہور ہے۔
اس کے اکثر آدمی کے سیاسی دباؤ میں آکر مدینہ منورہ سے
حجاج ابن یوسف کے خوف سے بھاگ کر ساحل بحرِ ہند
پر آرہے تھے۔ شیخ اسی میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ کو
حاصل کرکے کمال تک پہنچایا۔ یہ توحید وجودی کے قائل
اور محی الدین عربی کے پیرو تھے۔ ماہ جمادی الاول ۸۳۵ھ
میں ان کا انتقال ہوگیا مہائم میں مدفون ہوئے۔ لوگ انکی
زیارت کرتے ہیں۔ ان کی تصنیفات میں یہ کتابیں تفسیر
رحمانی۔ زوارف شرح عوارف المعارف۔ شرح وضوص الحکم
شرح لضوص شیخ صدرالدین قونفری۔ ادلۃ التوحید۔ رسالہ

عجیبہ اعراب الم وغیرہ کے تخریج اعراب ہیں۔

مولانا شیخ سعد الدین خیر آبادی

ان کے والد شہر خیر آباد کے قاضی تھے انکو چھوٹا سا چھوڑ کر مر گئے جب یہ مکتب میں بیٹھے پہلے قرآن شریف شروع کیا ہر روز اپنا سبق یاد کر لیتے تھے اور رات کو ہزار مرتبہ کہہ کر حفظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح تمام قرآن حفظ کر لیا۔ یہ شیخ اعظم لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ سلوک میں انہوں نے شیخ مینا لکھنوی کا طریقہ اختیار کیا۔ انکی وفات کے بعد یہ لکھنو میں چند روز تک مقیم رہے۔ ایک دن خواب میں ان کے شیخ نے کہا کہ خیر آباد چلے جاؤ حسب ارشاد یہ خیر آباد جا رہے۔ وہاں درس و تدریس میں مشغول ہوئے انہوں نے کئی کتابوں کی شرح لکھی اُن

میں سے شرح بزدوی شرح حسامی شرح رجافیہ شرح مصباح ہے۔ رسالہ مکیہ کی شرح میں اپنے شیخ کے اکثر حالات اور مقولات بیان کئے ہیں۔ یہ مرتے دم تک اپنے شیخ کے طریقہ پر رہے مزار ان کا خیرآباد میں ہے۔

مولانا عبداللہ ابن الہداد العثمانی التلبنی

انکو معقول و منقول اور فروع و اصول میں کمال حاصل تھا مدت دراز تک اپنے وطن میں درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اُس شہر میں فتنہ و فساد برپا ہُوا تو دہلی میں ہجرت کر آئے اور سُلطان سکندر لودی کی خدمت میں پہنچ کر بہت آبرو حاصل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہُوئے۔ یہ ۹۲۲ھ میں رہ سپار ملک عدم ہُوئے۔ تاریخ ہوئی اولئک لہم الدرجات العلی قبران کی دہلی میں ہے

اور میزان المنطق کی شرح ان کی مولفات میں سے ہے۔

مولینا المداد جونپوری

یہ عبداللہ تلبنی کے شاگرد ہیں۔ اور راجی حامد شاہ مانکپوری سے انہوں نے طریقہ حاصل کیا۔ تمام عمر حواشی اور شروح اور شرح الشروح لکھنے میں صرف کی۔ شرح ہدایہ کئی جلدوں میں اور شرح بزدوی اور حواشی۔ حواشی ہندیہ پر اور حاشیہ تفسیر مدارک پر ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

مولانا شیخ علی متقی

ان کے آباؤ اجداد جونپور کے رہنے والے تھے کسی وجہ سے برہانپور میں چلے آئے تھے۔ یہ وہیں پیدا ہوئے جوان ہو کر حسام الدین متانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ پھر

۹۵۲ھ میں حرمین شریفین کی طرف سفر کیا۔ اور شیخ ابوالحسن بکری سے پڑھنے لگے تحصیل علم کے بعد مکہ معظمہ میں توطن اختیار کیا اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ اِس سلسلہ میں سیوطی کی جمع الجوامع کو مرتب کیا۔ شیخ ابوالحسن بکری کہتا تھا کہ سیوطی کا احسان تمام عالم پر ہے۔ اور متقی کا احسان سیوطی پر ان کی فارسی عربی کی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ پہلے تو انکے اُستاد تھے۔ پھر انکے شاگرد ہوئے۔ یہ دوسری جمادی الاول ۹۷۵ھ میں مر گئے۔ قفی نحبہ تاریخ وفات ہوئی۔ مرتے وقت انہوں نے یہ وصیت لِکھی تھی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ فقیر الی اللہ علی ابن حسام الدین متقی کے دنیا سے کوچ کرنے اور آخرت میں پہنچنے کے

دن یہ وصیت ہے کہ اس فقیر کو حالت طفولیت میں والد
نے شیخ باجن کا مرید بنا دیا تھا۔ اور ان کا طریقہ سماع اور
صفا اور وجد اور بے قراری کا تھا۔ جب بالغ ہُوا تو اپنے
والد کی موافقت اور اس قول کے مطابق کہ لڑکا بالغ ہو کر
چاہے اسی کو شیخ بنا لے جس کا مرید بنایا گیا یا کسی اور کو
مگر میں نے انہیں کو اپنا شیخ اختیار کیا۔ جب والد اور
شیخ دونوں مر گئے تو شیخ عبدالحکیم ابن شیخ باجن سے مشائخ
چشت کا طریقہ اختیار کیا۔ پھر میں ایسے شیخ کا مشتاق ہُوا
جو مہمات طریقہ حقہ کے لئے کافی ہو۔ پس مُلتان جا کر شیخ
حسام الدین متقی کی صحبت میں مدت تک رہا پھر حرمین
شریفین کی طرف چلا گیا اور شیخ ابوالحسن بکری سے طریقہ
قادریہ اور شاذلیہ اور مدنیہ اختیار کیا اور یہی طریقے محمدؐ
ابن محمد سخاوی سے بھی اختیار کئے۔

شیخ محمد طاہر فتنی

انکو حدیث میں اچھا دخل تھا۔ پہلے علماء گجرات سے کچھ حاصل کیا پھر حرمین شریفین کی طرف چلے گئے اور وہاں کے مشائخ میں سے شیخ علی سے خاصکر بہت کچھ حاصل کیا۔ پھر اپنے وطن میں آکر حسب وصیت اپنے شیخ کی تالیف اور تصنیف میں مشغول ہوئے۔ مجمع البحار غریب حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں اور تذکرۃ الموضوعات انکے تالیفات میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے شیخ کی طرح بوروں کے دفع کرنے کی جو سید محمد جونپوری کے تابع تھے جس نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا کوشش اور قسم کھائی کہ جب تک انکو دفع نہ کروں گا عمامہ سر پر نہ رکھوں گا۔ جب اکبر بادشاہ نے ۹۸۰ھ میں گجرات کو

فتح کیا اور شیخ سے مُلاقات کی تو اپنے ہاتھ سے اُس کے
سر پر عمامہ باندھا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ارادے
کو پُورا کرینگے اور مرزا عزیز کوکہ کو وہاں کی حکومت دی
اس نے حتی المقدور اُن کے دفع کرنے میں سعی کی۔ جب یہ
معزول ہُوا اور اس کی جگہ خان اعظم عبدالرحیم خانخانان
وہاں کا والی ہُوا تو اس کی شیعہ ہونیکی وجہ سے بوروں نے
پھر قوت پائی۔ شیخ نے پھر عمامہ سر سے پھینکدیا اور بادشاہ
کی طرف چلا جب اوجین میں پہنچا تو فرقہ مہدیہ کے چند لوگوں
نے سنہ ۹۸۶ھ میں ان کا کام تمام کیا ان کو فتن میں ان کے
اسلاف کی مقابر میں لاکر دفن کیا۔ شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابی بکر
مفتی مکہ معظمہ ان کے پوتے ہیں۔ انکو اور علوم کے علاوہ
فقہ میں بہت دخل تھا۔ فتاوے چار جلدوں میں۔ اور
مجموعہ المنشات انکی تالیف ہے سنہ ۱۰۳۸ھ میں انکا انتقال ہُوا

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

یہ ماہ محرم ۹۱۱ھ میں پیدا ہوئے ان کا مولد چاپانیر ہے وہیں پرورش پائی پھر گجرات چلے گئے اور ملا عماد طارمی سے علم حاصل کیا۔ شیخ قاضن سے طریقہ لیا۔ ۹۹۸ھ اتوار کے دن انیسویں صفر کو یہ انتقال کر گئے۔ گجرات میں مدفون ہوئے۔ ہم جنات الفردوس نزلا تاریخ وفات ہوئی۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ شرح نخبہ اصول حدیث میں۔ حاشیہ عضدی۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ بزدوی۔ حاشیہ ہدایہ۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ مختصر۔ حاشیہ شرح تجرید حاشیہ اصفہانی۔ حاشیہ شرح العقاید تفتازانی۔ حاشیہ قدیمہ محقق دوانی۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین حاشیہ شرح المقاصد۔ حاشیہ شمسیہ۔ حاشیہ شرح چغمینی۔ شرح

تحفہ شاہیہ۔ شرح رسالہ ملا علی قوشجی فارسی میں۔ حاشیہ فوائد ضیائیہ۔ شرحِ ارشاد نحو میں۔ شرح ابیات منہل شرح جام جہاں نما تصوف میں۔ شرح رسالہ کلید مخازن حقیقت محمدیہ میں ان کی تصنیفات سے ہیں۔

ملک الشعراء شیخ ابوالفیض فیضی

یہ بہت بڑے عالم اور بے نظیر شاعر تھے ۹۵۴ھ میں اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد شیخ مبارک صاحب تفسیر منبع عیون سے علم حاصل کیا۔ اور چودہ ہی برس کے سن میں تمام علوم عربیہ اور حکمت میں مہارت پیدا کی جب اکبر بادشاہ نے ان کے کمال کا شہرہ سنا۔ تو ۹۷۴ھ میں ایک فرمان انکے طلب میں بھیجا۔ جب یہ بادشاہ کے پاس پہنچے۔ تو ان کو اپنے

مقربین اور مصاحبوں میں داخل کیا۔ اس پر ملک الشعرا کا لقب اور زیادہ فرمایا۔ بادشاہ کی تعریف میں ان کے فارسی قصائد بہت بڑے بڑے ہیں۔ کُل فارسی دیوان کے اشعار پندرہ ہزار ہیں۔ موارد الکلم علم اخلاق میں بے نقط عربی عبارت میں ایک رسالہ ان کی تصنیف سے ہے۔ فارسی میں لیلاوتی کا ترجمہ کیا۔ اور سواطع الالہام تفسیر قرآن کو بے نقط دو برس میں لکھ کر ۱۰۰۲ھ ہجری میں تمام کیا سورۂ اخلاص امیر حیدر معمائی کاشانی نے اس کی تاریخ اتمام نکالی شیخ فیضی نے اس کے صلہ میں دس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

سید صبغۃ اللہ بروجی

انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے تحصیل علم کی

پھر انہیں سے طریقہ اختیار کیا۔ کچھ مدت تک حسب ارشاد شیخ درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ پھر حرمین شریفین کی طرف چلے گئے۔ جب لوٹ کر آئے تو ۹۹۹ھ میں مالوہ کی طرف چلے گئے۔ یہاں سے زیارت نبوی کے شوق میں احمد نگر کی طرف گئے وہاں کے حاکم برہان الدین کی وجہ سے ایک سال تک ٹھیرنا پڑا۔ پھر حرمین شریفین جانے کے ارادے سے بیجاپور پہنچے ابراہیم سلطان نے ان کی عزت کی اور اسباب سفر مہیا کر کے خاص سلطانی جہاز میں سواری کا حکم دیا۔ مع متعلقین اماکن مقدسہ میں پہنچے اور کوہ احد میں سکونت اختیار کی۔ رسالہ جواہر خمسہ کا عربی میں ترجمہ کیا۔ انکے شاگرد شیخ احمد شناوی نے اس پر حاشیہ لکھا۔ شیخ محمد عقیلہ مکی نے اپنی کتاب لسان الزمان میں ان کا حال اسطرح

لکھا ہے۔ کہ سید صبغۃ اللہ ابن روح اللہ حسینی طریقہ شکاریہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ انہوں نے طریقہ شکاریہ سید وجیہ الدین سے اختیار کیا اور انہوں نے محمد غوث صاحب جواہر خمسہ سے۔ ان سے اکثر لوگوں نے مثل سید میر اور سید السعد بلخی اور شیخ احمد شنادی کے فائدہ اُٹھایا۔ کتاب الوحدت اور رسالہ ارأتہ الدقایق فی شرح مراۃ الحقایق۔ اور مالا یسع ترکہ للمرید کل یوم من سنن القوم۔ ان کی تصنیفات سے ہیں ۱۰۱۵ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد ابن شیخ عبدالاحد فاروقی سرہندی

یہ ماہ صفر ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ صغر سنی ہی میں قرآن حفظ کیا ابتدا میں اپنے والد سے پڑھتے رہے۔

پھر سیالکوٹ جا کر کمال الدین کشمیری سے معقول پڑھا
اور یعقوب کشمیری سے حدیث پڑھی۔ شیخ عبدالرحمٰن
سے کتب تفسیر اور صحاح ستہ وغیرہ کا اجازہ حاصل کیا
سترہ برس کے سن میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر تصنیف و
تالیف میں مشغول ہوئے۔ اور کئی رسالہ عربی فارسی
تصنیف کئے۔ پھر سرہند سے دلی چلے گئے۔ اور خواجہ
عبدالباقی سے طریقہ نقشبندیہ لیا۔ اور طریقہ چشتیہ اپنے
والد سے لیا تھا۔ پھر طریقہ قادریہ شیخ سکندر سے لیا۔
خواجہ عبدالباقی نے ان کی بہت تعریف لکھی ہے۔
چنانچہ جب یہ اول ہی اول اُن کے پاس پہنچے ہیں۔ تو
اُن کی تعریف میں ایک شخص کو لکھتے ہیں شیخ احمد سرہندی
ایک عالم باعمل ہے فقیر اس کے ساتھ چند روز بیٹھا
ہے اور بہت سے عجائبات اس کی اوقات میں دیکھے

ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک علم کا سُورج ہوگا کہ تمام عالم اس سے منّور ہو جائیگا۔ پھر لوگوں کی تعلیم و تلقین میں مصروف ہُوئے اور ان کا نام روم و شام تک مشہور ہوگیا۔ ان کے فارسی مکتوبات تین جلدوں میں ہیں۔ جو ان کے تبحر پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کو شاہجہاں نے تین برس تک حصول برکت کی نیت سے قید رکھا۔ بعد تین برس کے اس شرط پر کہ لشکر میں رہیں چھوڑ دیا۔ چند روز لشکر میں رہے۔ اور پھر مرخص ہو کر سرہند چلے آئے اور اٹھائیسویں صفر ۱۰۳۴ھ کو سرہند میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ رفیع المراتب تاریخ وفات ہُوئی۔

ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری

یہ مشہور عالموں سے تھے مگر آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اکثر عمر درس و تدریس میں صرف کی فوائد ضیائیہ پر ایک حاشیہ لکھا ۹۳۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالحق دہلوی

یہ ہندوستان میں بہت مشہور عالموں میں سے ہیں۔ ان کے قبہ مزار کی لوح پر یہ لکھا ہے۔ کہ یہ جب سے سنِ شعور کو پہنچے۔ طاعت حق اور طلب علم کے لئے کمر باندھی۔ اور شروع بلوغ ہی میں اکثر علوم دینیہ حاصل کر لئے بائیسویں برس ہی تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے کلام الٰہی حفظ کر لیا۔ اور مسند افادت پر جلوہ کیا

عنفوانِ شباب ہی میں ان کو جذبہ الٰہیہ نے کھینچ لیا۔ پس قطع تعلق کر کے حرمین محترمین کی طرف چلے گئے۔ اور مدت تک وہاں اقطاب زمان اور اولیاء کبار کی صحبت میں رہے۔ وہاں سے گراں بہا امانت رخصت ارشاد لے کر اور فن حدیث میں کامل ہوکر بڑی برکتوں سے وطنِ مالوف کی طرف پھرے۔ اور بادن برس تک بجمعیت ظاہر و باطن تکمیل اولاد و طالبان علم میں مصروف رہے۔ ہمیشہ علم کے پھیلانے میں ساعی رہے خصوصاً علم حدیث میں ان کو ایسی دستگاہ حاصل ہوئی۔ کہ اس علم کے علماء سابقین ولاحقین کو میسر نہ ہوئی انکی تصنیفات اکثر علوم میں ہیں خصوصاً علم حدیث میں بہت معتبر کتابیں ہیں کہ علماء نے اپنا دستور العمل بنایا انکی مصنفات صغیر و کبیر سو جلدوں میں ہے۔ یہ محرم

۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۵۲ھ میں انتقال کر گئے۔ یہ ۹۸۵ھ میں شیخ موسیٰ قادری کے پاس گئے اور اُن سے طریقہ قادریہ لیا۔ اور جب مکہ گئے تھے تو شیخ عبدالوہاب سے کتب حدیث کا اجازہ بھی لیا تھا۔

شیخ نورالحق ابن شیخ عبدالحق دہلوی

یہ اپنے باپ کے شاگرد ہیں۔ شاہجہان نے انکو اکبر آباد کی قضا پر مقرر کردیا تھا بڑی متانت سے انہوں نے کارگذاری کی۔ انکی تصنیفات کثیرہ ہیں صحیح بخاری فارسی ترجمہ بھی ہے۔ یہ نوے۹۰ برس کی عمر میں ۱۰۷۳ھ کو انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ملا محمود فاروقی جون پوری

یہ بڑے زبردست عالم تھے خصوصاً معقولات میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے یہ اپنے دادا شاہ محمدؒ کے جو ۱۰۳۲ھ میں فوت ہوئے اور شیخ محمدؒ افضل جونپوری کے کہ علماء کاملین میں سے تھے شاگرد تھے انہیں شیخ محمدؒ افضل کے تمام شاگردوں میں انکو بہت امتیاز حاصل تھا۔ سترہ برس ہی کے سن میں تحصیلِ علوم سے فارغ ہو گئے تھے۔ پھر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ شمس بازغہ اور قاضی عضدالدین ایجی کی فوائد غیاثیہ پر جو علم معانی میں ایک کتاب ہے شرح لکھی اور فوائد شرح فوائد نام رکھا۔ اس پر ایک حاشیہ بھی لکھا۔ ان سے تمام عمر میں کوئی قول ایسا صادر

نہیں ہُوا کہ پھر اُس سے رجوع کیا ہو۔ جب کوئی
سوال کرتا تھا۔ تو اگر دلجمعی ہوتی تھی تو جواب دیتے
تھے ورنہ کہدیتے تھے کہ اس وقت دل برداشتہ
ہے۔ انکے شاگرد مولف صبح صادق نے لکھا ہے
کہ یہ تحصیل علم کرکے جونپور سے اکبرآباد چلے گئے اور
آصف خاں سے ملے میں اکبرآباد ہی میں انکی خدمت
میں پہنچا۔ پھر جونپور آکر درس و تدریس میں مشغول ہوئے
اور ۱۰۶۲ھ نویں ربیع الاول کو انتقال کر گئے۔ شیخ
محمد افضل انکے اُستاد زندہ تھے اس موت کا اُن کو
بہت صدمہ ہُوا اور چالیس روز تک بالکل نہ ہنسے
اور چالیسویں دن اپنے شاگرد سے جا ملے ۔

مُلّا عبد الحکیم سیالکوٹی

یہ مُلّا کمال الدین کشمیری کے شاگرد تھے تھوڑی ہی مُدت میں بپایہ کمال کو پُہنچ گئے۔ شاہِ جہانگیر کے عہد میں اپنے شہر میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ جب شاہجہان بادشاہ ہُوا انکو کئی مرتبہ یہ اُسکے پاس گئے اُس نے ان کی بہُت عزت کی اور دو مرتبہ روپئوں کے برابر تلوا کر انکو وہ روپیہ دیدیا جسکی مقدار ہر دفعہ کی چھ ہزار ہوتی ہے۔ اور بہُت سے گاؤں بھی انکو عطا کئے کہ یہ بفراغت مال و فراخی حال تصنیف و تالیف میں مشغول ہُوئے اور عُمدہ عُمدہ کتابیں لکھیں یہانتک کہ اٹھارھویں ربیع الاول سنہ ۱۰۶۷ھ کو انتقال کر گئے اور سیالکوٹ میں مدفون ہُوئے۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی۔ حاشیہ شرح عقاید دوانی۔ حاشیہ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ حاشیہ عبد الغفور۔ حاشیہ شرح مطالع۔ رسالہ درہ ثمینہ اثبات واجب ہیں۔ شرح حکمۃ العین کے حاشیوں پر حاشیہ۔ شرح ہدایۃ الحکمۃ کے حاشیوں پر حاشیہ۔ مراح الارواح کے حاشیوں پر حاشیہ۔ ان کی تصنیف سے ہیں۔

شیخ عبد الرشید جونپوری ملقب بشمس الحق

یہ شیخ فضل اللہ جونپوری کے شاگرد تھے۔ اور اپنے والد شیخ مصطفیٰ سے طریقہ اختیار کیا تھا۔ ابتدا میں درس و تدریس میں مشغول رہے پھر کتب حقایق کا

مطالعہ کرنا شروع - خصوصاً محی الدین عربی کی کتابوں
کو بہت دیکھتے تھے - اور اُن کے اکثر کلمات کی تاویل
کی - یہ امراء اور اغنیا کی صحبت سے احتراز کرتے
تھے - شاہجہان نے انکے اوصاف سُن کر ان کو طلب
کیا مگر یہ نہ آئے یہاں تک کہ ۱۰۸۳ھ میں انتقال
کر گئے - رشیدیہ فنِ مناظرہ میں - زاد السالکین شرح
اسرار اظلومت ابن عربی - رسالہ المحکوم المربوط ابن عربی
کے بعض کلام کا ترجمہ - شرح مختصر عضدی پر حواشی
متفرقہ کافیہ پر حواشی فارسی - مقصود الطالبین اوراد
وظائف میں - دیوان فارسی انکی تصنیفات میں سے ہیں -

میر محمد زاہد ابن قاضی محمد اسلم ہروی کابلی

یہ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور یہیں تربیت

پائی۔ اپنے والد اور دیگر علماء سے علم حاصل کیا۔ تکمیلِ علم کرکے شاہجہان کی طرف سے ۱۰۶۴ھ سے کابل میں وقایع نگاری کا کام مدت تک کرتے رہے۔ عالمگیر کے زمانے میں بھی کچھ مدت تک یہ کام کیا۔ پھر ۱۰۷۰ھ اُس کے لشکر کے محتسب مقرر ہُوئے۔ پھر بادشاہ سے صدارت کابل حاصل کرکے کابل چلے آئے اور درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول ہُوئے ۱۱۰۱ھ میں ان کا انتقال ہُوا کابل ہی میں مدفون ہُوئے۔ حاشیہ شرح مواقف۔ اور حاشیہ شرح تہذیب دوانی۔ حاشیہ رسالہ قطبیہ قطب الدین رازی۔ اور حاشیہ شرح ہیاکل انکی تصنیف ہے۔ انکے باپ قاضی محمد اسلم ہرات میں پیدا ہُوئے اور کابل میں رہنا اختیار کیا۔ لاہور میں طلب علم کے لئے آئے اور شیخ بہلول سے پڑھنا

شروع کیا بعد تکمیل تحصیل کے جہانگیر کے پاس اکبرآباد پہنچے جہانگیر نے ان کی بہت عزت کی کیونکہ کلاں محدث اُستاد بادشاہ کے قریبیوں میں سے تھے۔ جہانگیر نے انکو منصب عطا کیا اور کابل کا قاضی بنا دیا۔ مُدت تک وہاں رہے۔ پھر بادشاہی لشکر کے قاضی ہوئے جب شاہجہان بادشاہ ہُوا تو انکو منصب قضا پر مقرر رکھا اور منصب ہزاری عنایت کیا۔ تیس برس تک نہایت دیانت داری سے اس منصب پر کام کرتے رہے یہاں تک کہ بادشاہ نے ان کو روپوں کے برابر تلوایا اور انہیں کو وہ روپیہ بھی عطا کئے جن کی مقدار چھ ہزار پانسو روپیہ تھی۔ پھر یہ رخصت ہو کر کابل چلے گئے بادشاہ نے دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ جاگیر مقررہ کے مقرر کر دیا ۱۰۶۱ھ میں انتقال کیا اور لاہور میں مدفون ہُوئے

مُلا قطب الدین شہید سہالوی

یہ شیخ انصاری ہیں۔ اور مُلا دانیال جوراسی سے جو مُلا عبد السلام دیوی کے شاگرد ہیں اور قاضی کا سبی سے جو شیخ محب اللہ الہ آبادی کے شاگرد ہیں علم حاصل کیا۔ یہ معقول اور منقول میں کامل دخل رکھتے تھے تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اکثر علماء ہند کی شاگردی کا سلسلہ انہیں کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ سہالی کے انصاریوں اور عثمانیوں میں کچھ تکرار تھا۔ ایک رات ۱۱۰۳ھ کو عثمانی انکے گھر پر چڑھ آئے۔ مُلا کو قتل کر کے گھر جلا دیا۔ انکا ایک حاشیہ شرح عقائد علامہ دوانی پر تھا وہ بھی ضائع ہو گیا +

مولوی قطب الدین شمس آبادی

اصل میں یہ امیتی کے رہنے والے تھے۔ پھر شمس آباد وطن اختیار کیا۔ ابتدا میں مختلف علماء سے کسب علوم کرتے رہے پھر مُلّا قطب الدین سہالوی کے شاگرد ہُوئے۔ اور فاتحہ الفراغ انہیں کے پاس پڑھی۔ بہ آخر عمر تک شمس آباد میں درس دیتے رہے بہت سے لوگ مستفید ہُوئے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۱۲۱ھ کو وفات پائی۔

قاضی محب اللہ بہاری

مولد ان کا کرا ہے۔ جو مضافاتِ بہار سے ہے۔ عنفوانِ شباب میں کتب درسیہ مختلف مقامات پر

پڑھیں۔ پھر مولوی قطب الدین شمس آبادی کی خدمت
میں پہنچکر تحصیل کو تکمیل پر پہنچایا۔ بعد تکمیل دکن کی
طرف کوچ کیا۔ اور شاہ عالمگیر سے لکھنؤ کی قضاء
حاصل کی۔ چندروز کے بعد معزول ہوگئے۔ اور
پھر دکن جاکر حیدرآباد کے قاضی ہوئے۔ پھر عالمگیر
ان پر خفا ہُوا اور معزول کردیا۔ بعد چندروز کے
ان کا قصور معاف کیا اور اپنے پوتے شہزادہ
رفیع القدر کا اتالیق مقرر کردیا۔ یہ شہزادہ رفیع القدر
کے ساتھ کابل چلے گئے۔ جب عالمگیر مر گیا۔ اور
شاہ عالم اول بادشاہ ہُوا تو اُس نے تمام ہندوستان
کی صدارت انکو دی اور فاضلخان کا خطاب ۱۱۱۹ھ
میں عنایت فرمایا۔ اسی سنہ میں ان کا انتقال
ہوگیا۔ سلم العلوم اور مسلم الثبوت۔ اور رسالہ جوہر فرد

ان کی تصنیفات بیں ہیں۔

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی

اول انہوں نے کلام الٰہی حفظ کیا۔ پھر معقول و منقول کامل اُستادوں سے حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات میں سے مفسرِ اصول فقہ میں اور اُس کی شرح محکم الاصول ہے۔ تفسیر بیضاوی اور عضدی۔ تلویح اور حاشیہ قدیمہ شرح مواقف اور حکمۃ العین اور شرح عقائدِ علاّمہ۔ دوانی اور رشیدیہ پر حواشی ہیں۔ میر باقر داماد استرابادی اور مُلا محمود جونپوری میں مسئلہ حدوث دہری پر محاکمہ کیا ہے یہ عالمگیر کی طرف سے صدارتِ لکھنو پر ممتاز تھے۔ اور قاضی محب اللہ بہاری سے اکثر انکے مباحث علمیہ رہتے تھے ۱۱۳۲ھ

کو بنارس میں انتقال کیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ غلام نقشبند ابن شیخ عطا اللہ لکھنوی

ابتدا میں یہ میر محمدؐ شفیع دہلوی سے پڑھتے رہے پھر شیخ پیر محمدؐ لکھنوی سے فاتحہ الفراغ پڑھی۔ شیخ پیر محمدؐ کے مرنے کے بعد انکو میر محمدؐ شفیع نے شیخ پیر محمدؐ کے سجادہ پر بٹھایا اور مبارکباد دی جو علما اور روساء تھے اُنہوں نے بھی مبارکباد کہی۔ اُن کے سجادہ نشین ہو کر تعلیم میں مشغول ہوئے اکثر علماء ہند کا سلسلہ تلمذ انہیں کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ شاہ عالم نے بھی ان سے مُلاقات کی اور نہایت تعظیم سے پیش آیا۔ یہ آخر رجب ۱۱۲۶ھ میں انتقال کر گئے اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے انکی مصنفات

یہ ہیں۔ تفسیر ربع قرآن۔ اور تفسیر بعض سورتوں کی اور فرقان الانوار۔ اور لامعہ عرشیہ وحدت وجود کے مسئلہ میں۔ اور شرح قصیدہ خزرجیہ عروض میں۔

شیخ احمد معروف بملا جیون صدیقی امیتی

انہوں نے علما پورب سے علم حاصل کیا۔ اور مُلا لُطف اللہ۔ کوری سے کتب درسیہ تمام کیں۔ پھر عالمگیر کے پاس پہنچے اُس نے انکی بُہت توقیر کی اور انہیں سے پڑھنا شروع کیا۔ شاہِ عالم وغیرہ بھی ان کی بُہت تعظیم کرتے تھے۔ یہ حافظِ قرآن بھی تھے حافظہ ایسا قوی رکھتے تھے کہ ورق کے ورق اور صفحہ کے صفحہ کتب درسیہ کے حفظ یاد تھے۔ اور بڑے بڑے قصیدے ایک دفعہ سُننے سے یاد کر لیتے تھے

سنہ ۱۱۳۰ھ کو دلی میں وفات پائی۔ اور امیتھی میں جا کر
مدفون ہوئے۔ تفسیر احمدی کہ جو اُن آیات کی تفسیر
ہے جن سے مسائل فقیہہ مستنبط ہوتے ہیں۔ اور
نور الانوار شرح منار اصول فقہ میں انکی تصنیفات
سے ہیں +

سید عبد الجلیل ابن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی

ان کا مولد بلگرام ہے سنہ ۱۰۷۱ھ میں تیرھویں شوال
کو یہ عالم بے نظیر پیدا ہوا۔ بچپن سے گذر کر سنِ شعور
کو پہنچا تو تحصیل علم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا
اکثر علماء کاملین سے کتب درسیہ کو تمام کیا۔ حدیث
سید مبارک بلگرامی سے پڑھی۔ طریقہ میں غلام نقشبند
لکھنوی کے مرید ہوئے۔ یہ علم ادب میں خوب

دخل رکھتے تھے۔ اور عربی۔ فارسی۔ ترکی ۔ ہندی۔ چاروں زبانوں میں خوب گفتگو کرتے تھے۔ ہر ہر شعر پر مضمون کہتے تھے۔ انہوں نے تلاش معاش میں دکن کا سفر کیا آخر کار عالمگیر سے ۱۱۱۲ھ میں گجرات کی بخشی گری اور وقائع نگاری لی ۔ پھر ۱۱۱۶ھ میں شہر بھکر۔ اور سیوستان کی بخشی گری اور سوانح نگاری ملی۔ پھر ۱۱۲۶ھ میں یہاں سے شاہجہان آباد چلے آئے یہاں بھی فرخ سیر کی خدمت میں رہنے لگے۔ پھر استعفا دے کر ۱۱۳۲ھ میں شاہجہاں آباد سے بلگرام چلے آئے پھر دوبارہ ۱۱۳۴ھ میں شاہجہاں آباد گئے۔ اور تیئسویں ربیع الاول ۱۱۳۸ھ کو وہیں انتقال کیا۔ جنازہ بلگرام لیجا کر دفن کیا گیا۔

سید علی بن سید احمد بن سید معصوم دشتکی شیرازی

یہ بڑے مشہور ادباء شعراء اور کاملین علماء و فضلا میں سے ہیں شیراز میں مدرسہ منصوریہ شعراء ان کے دادا میر غیاث الدین منصور کی طرف منسوب ہے۔ کہتے ہیں کہ جب شاہ عباس ثانی صفوی کی بہن نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا۔ شاہ عباس نے سید معصوم کو اپنی بہن کے ساتھ مناسک حج سکھانے کے لئے روانہ کیا۔ جب کہ تعلیم و پردے میں مشکل معلوم ہوئی تو بیگم نے سید معصوم سے کفو میں جان کر نکاح کر لیا۔ جب زیارت حرمین سے مشرف ہو چکے تو بخیال ناراضی

شاہ عباس وطن جانا مناسب نہ سمجھا۔ اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی۔ یہیں پر سید احمد اسی بیگم سے پیدا ہوئے جو علوم مروجہ حاصل کرکے مدارج کمال کو پہنچے میر محمد سعید جو ہندوستان کی تاریخ میں میر جملہ کے نام سے مشہور ہیں ابتدا میں قطب شاہ عبداللہ بادشاہ گولکنڈہ کی سرکار میں وزیر تھے۔ اِنکی دو لڑکیاں تھیں۔ اِن کا نکاح کرنے کے لئے سید احمد۔ اور سید سلطان کو وہ بھی سادات مکہ سے تھے بہت سا مال بھیجکر بُلایا۔ قطب شاہ کے بھی فقط دو بیٹیاں ہی تھیں اُس نے کہا۔ کہ ان سے تو میں اپنی لڑکیوں کی شادی کرونگا۔ میر جملہ نے جب یہ دیکھا تو ناراض ہو کر عالمگیر کے پاس چلا گیا اور قطب شاہ نے اپنی ایک بیٹی سید احمد سے بیاہ دی۔ سید احمد اور سید سُلطان میں کچھ رنجش تھی۔ سید احمد اور انکی بیوی کو

یہ منظور نہ تھا کہ دوسری بیٹی سید سلطان سے بیاہی جائے
جب قطب شاہ نے دوسری لڑکی کی شادی کا سامان مُہیّا
کیا۔اور تاریخ نکاح مقرر ہوگئی۔ تو سید احمد نے کہلا
بھیجا کہ اگر تم نے سید سلطان سے دوسری لڑکی کی شادی
کی تو میں عالمگیر کے پاس چلدونگا اور تمہارے اوپر آفت
لاؤنگا۔ یہ بات سُن کر قطب شاہ حیران رہ گیا اور بعد مشورہ
اراکین دولت ابوالحسن سے دوسری بیٹی کی شادی کردی
سید سلطان حمام میں تبدیل لباس کے لئے گئے ہُوئے
تھے۔ جب یہ حال اُنکو معلوم ہُوا تو تمام شادی کے
کپڑے جلا دئے۔ اور عالمگیر کے پاس چلے گئے۔ سید احمد
کے قطب شاہ کی بیٹی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ مکہ میں جو
انکی پہلی بیوی تھیں اُن سے مدینہ منورہ میں ہفتہ کے
دن پندرھویں جمادی الاول ۱۰۵۲ھ کو سید علی پیدا

ہوئے۔ اور مکہ معظمہ سے ہفتہ کی شب چھٹی شعبان سنہ ۱۰۶۶ھ
کو دکن کی طرف چلے۔ جمعہ کے دن ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۸ھ
کو گولکنڈہ پہنچے۔ جب قطب شاہ کے مرنے کے بعد
ابوالحسن بادشاہ ہوا اور اُس نے سید احمد کی اولاد کو
قتل کرنا شروع کیا تو سید علی اُس کی قید سے نکل کر عالمگیر
کے پاس چلے گئے۔ عالمگیر نے انکو ہزاری اور پانصدی
کا منصب اور تین سو سوار دو اسپہ عنایت کئے۔ اور
سید علی خاں کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ جب عالمگیر
احمد نگر گیا تو یہ اورنگ آباد کی حفاظت میں مدت تک
رہے۔ پھر قلعہ ماہور کی حکومت حاصل کی وہاں سے
استعفا دے کر دیوانی برہان پور کی لی۔ ایک مدت تک
یہاں رہے آخر عالمگیر سے مرخص ہو کر عتبات عالیات
کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ اور شیراز پہنچ کر مدرسہ

منصوریہ میں درس دینے لگے۔ وہیں ۱۱۱۷ھ میں واصلِ
بحق ہوئے۔ انوار الربیع فی انواع البدیع اور سلافۃ العصر
اور شرح صحیفہ کاملہ انکی تصنیفات سے ہیں +

سید محمد ابن سید عبد الجلیل بلگرامی

یہ ۱۱۰۱ھ چودھویں ربیع الاول کو بلگرام میں پیدا ہوئے
ادب انہوں نے اپنے والد سے حاصل کیا، اور علوم
میں سید طفیل محمد کے شاگرد تھے۔ فرخ سیر نے انکو انکے
باپ کی جگہ بھکر اور سیوستان کی بخشی گری اور سوانح نگاری
عطا کی۔ ۱۱۴۳ھ میں وہاں سے بلگرام رخصت پر گئے۔
اور ۱۱۴۵ھ میں پھر بھکر اور سیوستان چلے آئے۔ جب
نادر شاہ ہندوستان کی طرف آیا اور سندھ پر قابض ہوگیا
تو یہ بلگرام چلے گئے۔ اور ۱۱۸۵ھ آٹھویں شعبان کو بلگرام

میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

سید سعد اللہ سلونی

مولد ان کا موضع سلون ہے۔ شیخ پیر محمدؒ سلونی کے پوتے ہیں۔ صغر سنی میں یہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں فراغت حاصل کی۔ پھر تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے۔ انہوں نے اپنے باپ سے طریقہ شطاریہ اختیار کیا جس کا سلسلہ شیخ محمدؒ غوث سے ملتا ہے۔ یہ زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ شیخ عبد اللہ بصری مکیؒ صاحب ضیاء الساری شرح صحیح بخاری نے ان سے طریقہ اختیار کیا اور اور لوگوں نے بھی انکی شاگردی اور اخذ طریقہ کیا۔ حرمین سے جب لوٹے تو بندر سرہ میں

رہنے لگے۔ اور مرجع انام بنے۔ ستائیسویں جمادی الاول ۱۱۳۸ھ میں وہیں انتقال کر گئے اور سرہ میں مدفون ہوئے۔

سیّد طفیل محمدؐ بن سیّد شکر اللہ بلگرامی

یہ ساتویں ذی الحجہ ۱۱۰۳ھ کو اترولی میں پیدا ہوئے سات برس کی عمر میں ہی اپنے چچا سید احسن اللہ کے ساتھ شاہجہاں آباد آکر تحصیلِ علم کرنے لگے۔ ابتدائے تحصیل میں شرح جامی تک اپنے چچا سے پڑھتے رہے پندرہ برس کی عُمر میں تحصیل علم کے لئے بلگرام آئے چھوٹی چھوٹی کتب درسیہ سید مربی بلگرامی اور سید سعد اللہ بلگرامی سے اور متوسطات علامہ بزدوی قاضی علیم اللہ گجندوی وغیرہ سے اور انتہا کی کتابیں سید قطب الدین شمس آبادی سے پڑھیں۔ تحصیل سے فراغت حاصل

کرکے بلگرام کا رہنا اختیار کیا۔ اور ستر برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ انہوں نے اوّل ہی عُمر سے دُنیا کو ترک کر دیا تھا بلکہ دُنیا سے دلی نفرت رکھتے تھے تجرد پسند تھے۔ کبھی کوئی مکان نہیں بنایا۔ اِن کے والد نے اِن سے کہا کہ تم شادی کرلو کہ میری نسل اور نام باقی رہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو لوگ مرگئے انہوں نے بھی بقاءِ نام کے لئے نکاح کئے مگر کسی کا نام اب باقی نہیں۔ مجھ کو اس امر کی طرف رغبت نہیں۔ والد بھی یہ سُن کر خاموش ہو رہے۔ یہ ۱۰۵۱ھ چودھویں ذی الحجہ کو بلگرام میں انتقال کر گئے اور سید عبد الجلیل کے پاس مدفون ہوئے

شیخ نور الدین ابن شیخ محمد صالح احمد آبادی

یہ بڑے عالم جلیل القدر تھے۔ ملا احمد سلیمانی احمد آبادی

اور مُلّا فرید الدین احمد آبادی سے علم حاصل کیا۔ ۱۱۴۰ھ میں بہ زیارت حرمین شریفین کو گئے۔ اور ایک برس میں لوٹ کر آئے۔ اور محبوب عالم احمد آبادی سے طریقہ لیا۔ اور احمد آباد میں مدرسہ بنا کر درس و تدریس میں مشغول ہُوئے ان کی چھوٹی بڑی تصنیفات ڈیڑھ سو سے زیادہ ہیں۔ بعض اُن میں یہ ہیں۔ تفسیر مختصر۔ تفسیر ربانی للسبع المثانی۔ بارہ ہزار بیت۔ اور بیت سے مراد باون حرف ہیں۔ اور تفسیر ربانی سورۂ بقر پر۔ تیس ہزار بیت حاشیہ اول تفسیر بیضاوی پر۔ نور القاری شرح صحیح بخاری حاشیہ قویمہ حاشیہ قدیمہ پر۔ حاشیہ شرح مواقف حل المعاقد لحاشیۃ شرح المقاصد۔ حاشیہ شرح مطالع۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ عضدی۔ معول حاشیہ مطول۔ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ شرح مُلا جامی۔ حاشیہ منہل۔ حاشیہ شمسیہ۔ شرح

تہذیب المنطق۔ الطریق الامم شرح فصوص الحکم۔ یہ احمد آباد میں ۱۰۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۱۵۵ھ ہجری انتیسویں شعبان کو انتقال کیا۔ اعظم الاقطاب تاریخ وفات ہوئی۔

ملا نظام الدین ابن ملا قطب الدین شہید سہالوی

اول اول انہوں نے کتب درسیہ مختلف علمائے سے پڑھیں۔ پھر شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اعلیٰ درجہ کی کتابیں پڑھ کر تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تمام عمر اپنی درس و تدریس میں صرف کی۔ یہانتک کہ رئیس علمائے پورب ہوئے۔ شیخ عبدالرزاق باسوی سے طریقہ سلوک اختیار کیا۔ یہ نویں جمادی الاول ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے ان کی بعض تالیفات سے یہ ہیں۔ حاشیہ صدرا۔ شرح مسلم الثبوت اصول فقہ میں۔

شیخ محمد حیات سندھی مدنی

مُلک سندھ میں ایک قوم چاچڑا کہلاتی ہے۔ شیخ اسی میں سے تھے۔ بچپن کی تعلیم کے بعد کمال شباب میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارات سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ کو وطن بنایا۔ اور شیخ ابوالحسن سندھی سے جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ پڑھنا شروع کیا شیخ عبداللہ سالم بصری سے خطا بصری میں اجازہ حاصل کیا اور تمام عمر حدیث محمدی کے درس میں مشغول رہے عرب و عجم کے بہت سے لوگوں نے ان سے فائدہ عظیم اُٹھایا۔ یہ مسجد معلیٰ میں نماز صبح کے بعد وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ چھبیسویں صفر ۱۱۶۳ھ کو انھوں نے انتقال کیا اور بقیع میں مدفون ہُوئے۔

شیخ عبداللہ ابن شیخ سالم بصری مکی

یہ ۱۰۴۹ھ میں چوتھی شعبان کو پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر مولینا ضیاء الدین۔ شیخ محمد بابلی۔ شیخ عیسیٰ مغربی اور قاضی تاج الدین مالکی سے علم حاصل کیا۔ ان کے کمال کا شہرہ تمام ملک میں پھیل گیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ مکہ معظمہ میں ریاستِ تعلیم انہیں کو حاصل ہوئی انہوں نے خاص خانہ کعبہ میں دو مرتبہ صحیح بخاری پڑھائی۔ ایک مرتبہ جب کہ احمد بیگ عمارت خانہ کعبہ ۱۱۰۹ھ میں بنواتے تھے۔ دوسری مرتبہ جب کہ عوض بیگ ایک دروازہ نیا بنواتے تھے۔ انہوں نے ۱۱۳۴ھ میں چوتھی رجب کو انتقال کیا۔ اور معلی میں مدفون ہوئے۔ ضیاء الساری شرح صحیح بخاری ناتمام انکی تصنیف

باقی ہے۔

سیّد محمدؒ یوسف ابن سیّد محمدؒ اشرف بلگرامی

یہ اکیسویں شوال ۱۱۱۶ھ میں پیر کے دن بلگرام میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کتب درسیہ سید طفیل محمدؒ اترولوی سے۔ لغت اور سیر نبویہ اپنے دادا سید عبدالجلیل بلگرامی سے۔ عروض اور قوافی اور کچھ ادب سید محمدؒ بلگرامی سے حاصل کیا۔ یہ اور سید غلام علی آزادؔ ہمعصر اور ہم سبق تھے خدا کی شان ہے کہ ایک خاک سے دو پھول کھلیں اور اس طرح مہک پھیلائیں۔ یہ بات آج میسّر نہیں۔
انہوں نے ریاضی ہندسہ وغیرہ بھی بعض علماء شاہجہان آباد سے حاصل کیا تھا۔ سید لطف اللہ بلگرامی کی انہوں نے بیعت کی تھی ان سے ہی طریقہ قادریہ اختیار کیا تھا

انہوں نے ۱۱۷۲ھ میں جمعرات کے دن دوسری جمادی الاخری کو وفات پائی۔ اور اپنے دادا عبدالجلیل کے پاس بلگرام میں مدفون ہُوئے۔ کتاب فرع النابت من الاصل الثابت توحید شہودی میں انکی تصنیف ہے

سیّد قمرالدین حسینی اورنگ آبادی

ان کی اسلاف میں سے سیّد ظہیرالدین مُلک خجند سے ہندوستان چلے آئے تھے۔ یہاں آکر امن آباد میں سکونت اختیار کی تھی۔ ان کے پوتے سید محمدؐ امن آباد سے دکن چلے گئے۔ انکے بیٹے سید عنایت اللہ نے بالاپور میں سکونت اختیار کی۔ یہ ۱۱۱۷ھ میں انتقال کر گئے۔ سید قمرالدین ان کے پوتے اور سید منیب اللہ کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے علوم عقلیہ اور نقلیہ کو کمال

پر پہنچایا۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ اور اپنے والد سے نقشبندیہ طریقہ اختیار کیا۔ پھر فقرا اور صلحا کے شوق زیارت میں اورنگ آباد آئے پھر آٹھویں شوال کو سنہ ۱۱۵۵ھ میں اورنگ آباد سے شاہجہان آباد آ گئے۔

سنہ ۱۱۵۷ھ میں شاہجہان آباد سے سرہند پہنچے۔ مجدد ثانی کی قبر سے برکت حاصل کی۔ پھر لاہور گئے۔ پھر اسی برس لاہور سے شاہجہان آباد لوٹ آئے۔ کچھ روز یہاں قیام کیا۔ اٹھارھویں ذی الحجہ کو سنہ مذکور میں شاہجہان آباد سے دکن کو چل دئے۔ سنہ ۱۱۵۸ھ میں شروع ربیع الاول کو بالاپور پہنچے۔ یہاں سے پھر اورنگ آباد چلے گئے۔ سنہ ۱۱۶۷ھ میں بیسویں جمادی الاول کو اورنگ آباد سے زیارت حرمین شریفین کے ارادے ہمیری گئے۔ یہاں سوا اپنے دو بیٹوں میر نورالہدیٰ اور میر العلا کے

اور سب متعلقین کو چھوڑ کر بندر بسرہ میں پہنچ کر جہاز پر
سوار ہو گئے۔ اور سترھویں ذیقعد سنہ مذکور کو مدینہ
منورہ پہنچ کر زیارت نبوی سے سرفراز ہوئے۔ یہاں
کے علماء وغیرہ نے انکی بہت عزت کی۔ بائیسویں ماہ
مذکور کو یہاں سے مکہ معظمہ کی طرف چلے اور چوتھی ذی الحجہ
کو وہاں پہنچ گئے۔ حج وعمرہ ادا کیا۔ چوبیسویں کو مکہ معظمہ
سے چلے۔ اور گیارھویں محرم کو جہاز پر سوار ہو کر بمبئی
کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاق سے جہاز ران نے
غلطی کی اور جہاز سراندیپ جا پہنچا۔ وہاں سے آخر
جمادی الاخری ۱۱۷۵ھ کو بمبئی میں پہنچا کہ جہاں پر یہ اہل و
عیال چھوڑ گئے تھے۔ انکو ہمراہ لیکر سنہ مذکور میں
تیئسویں شعبان کو اورنگ آباد میں پہنچے۔ یہ سنہ ۱۱۲۳ھ
میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنہ ۱۱۹۳ھ میں دوسری ربیع الاول

کو انتقال کیا اور اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔
موت العلماء ثلمہ تاریخ وفات ہوئے۔ مظہر النور
مسئلہ وجود میں اِن کی کتاب لاثانی ہے۔

میر نور الہدیٰ ابن سیّد قمر الدین اورنگ آبادی

یہ ۱۱۵۳ھ میں سترھویں ربیع الاول کو اورنگ آباد
میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے کسب علوم کیا طریقہ
نقشبندیہ بھی اُنہیں سے لیا۔ یہ سولہ برس کی عُمر میں
فاضلِ اجّل ہو گئے تھے اس پر قرآن بھی انہوں نے
حفظ کیا تھا۔ اپنے والد کے ساتھ حج و زیارت بھی
کر آئے تھے۔ آخر عمر اورنگ آباد میں پہنچ کر درس
تدریس میں مشغول رہے۔ اپنے والد کی کتاب مظہر النور
پر انہوں نے شرح لکھی ہے۔

سیّد غلام علی آزاد ابن سیّد نوح بلگرامی

یہ بلگرام میں ۱۱۱٦ھ پچیسویں صفر کو پیدا ہوئے
انہوں نے کتب درسیہ سید طفیل محمدؐ بلگرامی سے
لغت اور سیر محمدیہ سید عبد الجلیل بلگرامی سے عروض
قوافی اور کچھ علم ادب سید محمدؐ بلگرامی سے پڑھا۔ سلسلہ
سلوک میں سید لطف اللہ بلگرامی سے بیعت کی۔
۱۱۵۰ھ میں تیسری رجب کو زیارت حرمین شریفین
کا قصد کیا۔ پہلے مکہ معظمہ پہنچے وہاں ایک دن رہ کر
مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ اور پندرھویں صفر کو زیارت
سے مشرف ہوئے۔ وہیں پر شیخ محمدؐ حیات سندھی
سے صحیح بخاری پڑھی صحاح ستہ کا اجازہ حاصل کیا پھر
مدینہ منورہ سے چودھویں شوال کو مکہ معظمہ کا حج کے لئے

ارادہ کیا۔ حج کرکے آخر ربیع الاخر کو ۱۱۵۲ھ میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ماہ جمادی الاول کی انتیسویں کو بندر سرہ میں پہنچے۔ یہاں پانچ مہینے رہ کر گیارھویں ذیقعد کو یہاں سے اورنگ آباد کی طرف چل کر ستائیسویں کو وہاں پہنچے۔ یہاں شاہ مسافر عجدوانی کریہ میں سات برس تک مقیم رہے ۱۱۵۹ھ میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ ابن نواب نظام الملک آصف جاہ سے ان کی موافقت ہوگئی۔ اُس کے نزدیک جو انکا مرتبہ تھا وہ کسی شخص کا نہ تھا۔ کسی وقت بھی ان کو جُدا نہ ہونے دیتا تھا۔ یہانتک کہ ۱۱۶۴ھ میں مارا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنی حالتِ فقر کو بدلنا نہ چاہا اور نظام الدولہ سے کوئی عہدہ نہ طلب کیا اگر چاہتے تو ہر ایک عہدہ مل سکتا تھا۔ ضوء الدراری شرح صحیح بخاری آخر کتاب

زکاۃ تک ۔ اور تسلیہ الفواد ۔ اردو دیوان ۔ اور سبحہ المرجان فی آثار ہندوستان ان کی عربی تصنیفات میں ید بیضا سرو آزاد اور خزانہ عامرہ یہ تینوں تذکرہ علماء توران وایران وہندوستان میں تذکرۃ الاولیا اور ماثر الکرام تاریخ بلگرام فارسی تصنیفات ہیں ؎

خاتمہ

جہاں قبلہ وکعبہ کی اور تصانیف کے شائع کرنیکا مجھے فخر حاصل ہے ۔ وہاں اس تذکرہ کی وجہ سے شرمندہ بھی ہوں ۔ انکی شیریں بیانی کے سامنے اسکی روکھی پھیکی زبان کس طرح پیش کروں؟ خدا جانے لوگ کیا سمجھینگے اور کیا کیا کچھ نہ کہینگے مگر حقیقت یوں ہے کہ انکے بستوں میں یہ چھوٹا سا رسالہ بھی ملا ۔ اول میں نے اسکو کئی دفعہ خود پڑھا پھر اور علمی مذاق رکھنے والے حضرات کو دکھایا ۔ مگر

آجکل ہم لوگ مذہبی علوم سے اسقدر دُور ہو گئے ہیں کہ کسی نے بھی ڈھب کی بات نہ بتائی اسی عرصہ میں میرا جانا دہلی ہوگیا۔ چونکہ یہ خیالات تازہ تھے۔ چند رسالے اور یہ تذکرہ بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو بھی دکھایا۔ انہوں نے اسکو پسند کیا اور کئی بار فرمایا کہ اسکو ضرور چھپوا دو۔ سب سے زیادہ یہ کہ اپنی عادت کے خلاف ایسا دیباچہ لکھا جسکو حقیقت سے تعلق ہے۔ ورنہ آج ہر کس و ناکس اپنی کتاب اُٹھائے لئے جاتا ہے کہ حضرت دیباچہ لکھدیجئے۔ تھوڑا دہرا دہ کتاب کو پڑھتے بھی ہیں اور ہر کتاب میں چند خصوصیات بھی ضرور ہوتی ہیں۔ وہ اُنہیں کو اپنی جادو بیانی سے دیباچہ بنا دیتے ہیں۔ کچھ مصنف کی قابلیت کی تعریف ہو جاتی ہے، کچھ اور۔ غرضکہ دیباچہ تیار ہو جاتا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ تذکرہ علما کا دیباچہ اپنی شان میں سب سے نرالا ہے اور خواجہ صاحب نے جو حق ہے ادا کر دیا ہے۔ اگر مجھے کبھی کچھ لکھنا آگیا تو ضرور ایسا ہی دیباچہ لکھا کرونگا۔

اوہو میں کہاں سے کہاں آگیا مطلب کی بات یوں ہے کہ اس مختصر تذکرہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولینا نے تحصیل علم کے زمانہ میں یا مختلف

کتابوں کے مطالعہ کرتے وقت جس عالم کے حالات پڑھے ہیں اسکا کچھ نہ کچھ حال اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا ہے اسی وجہ سے تذکرہ کی ترتیب میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا اور یہ سب کچھ شاید اسی خیال سے ہو کہ کبھی سب کے حالات سمیٹ کر ایک ضخیم تذکرہ لکھتے۔ کیونکہ ان لفظوں میں لکھے ہوئے تذکرہ میں ہی جامعیت مطلب حالات و سوانح پر عبور معلوم ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ میں ایسی جرات کیوں کر رہا ہوں کہ بے سر و پا رسالہ چھپوانے بیٹھ گیا ہوں تو اول تو مولینا کا ایک ایک حرف خواہ ابتدائی ہو یا انتہائی ضائع کرنیکے قابل نہیں۔ دوسرے اردو میں آجکل ہندوستان بھر میں جس قدر کتابیں چھپتی ہیں کام کی کتابیں شاید انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں۔ پھر ان میں اردو دان حضرات کے لئے مذہبی دلچسپی تو اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ رسالہ بھی اگرچہ قابل دلچسپی نہیں نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا معیارِ دلچسپی ہی بدل گیا ہے۔ مگر پھر بھی ذکرِ عیش بہ از عیش سمجھ کر ہی ہمارے مسلمان نوجوان دیکھیں کہ مذہبی معلومات حاصل

کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے کیسی کیسی جانفشانیاں اور عرقریزیاں کی ہیں اور پھر کن مدارج و مراتب پر فائز ہوئے ہیں۔ خدا کرے کہ پھر ایک دفعہ مذہبی علوم کی ہوا چلے اور گھر گھر علم کے دریا بہتے دکھائی دیں اور آج جس طرح ہما شما کی سوانح عمریاں دھڑا دھڑ لکھی جاتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح علما کی قابل تقلید زندگیاں بھی کاغذ کے جامہ میں علم و اخلاق کا سبق دیں +

دعا کا محتاج

طاہر نبیرہ حضرت آزاد مرحوم

تبرکاتِ آزاد

دربارِ اکبری .. .. صہ ر
آبحیات .. .. سے ر
نگارستانِ فارس مجلد مطلّا للعہ معمولی سے
سخندانِ فارس .. .. عاہ ر
دیوانِ ذوق سے معمولی کاغذ عا
دیوانِ غالب .. .. عہ ر
سیرِ ایران عاہ معمولی .. عہ ر
مجموعہ مکتوباتِ آزاد عہ
ڈرامہ اکبر .. .. عہ
نیرنگِ خیال حصہ اول .. ۱۲ر

نیرنگِ خیال حصہ دوم .. ۱۲ر
جانورستان ۱۰ر
قندِ پارسی ۱۰ر
آموزگارِ پارسی ۱۲ر
نظمِ آزاد ۸ر
نصیحت کا کرن پھول .. ۸ر
تذکرۂ علماء ۵ر
نعتِ آزاد .. زیرِ طبع
پرِ پرواز ۸ر
گلستانِ جلی .. مجلد و مطلّا عاہ

ملنے کا پتہ:- آغا محمد طاہر نبیرۂ حضرتِ آزاد۔ اکبری منڈی لاہور